''جواہراتِ حالی'' پر مولوی عبدالحق کا ایک اعتراض

نبیل مشتاق

ABSTRACT:

Seikh Muhammad Ismail Pani Pati was a well known writer, scholar and critic. He was also known as a Haali shanas. He wrote and compiled three important books on Haali, like "Jawahrat-e-Haali","Tazkra-e- Haali" and "Kuliyat-e-Haali". Moulana Khuwaja Altaf Hussain Hali was also a well known poet, scholar and critic etc. He wrote some poems for children. Seikh Muhammad Ismail Pani Pati included these poems in his compilation "Jawahrat-e-Haali" of Haali's poems. Maulvi Abdul Haq was also a well known linguist, researcher, scholar and writer. He is known as "Baba-e-Urdu" because of his literary and linguistic contributions towards Urdu language and literature. Maulvi Abdul Haq did not accept that these poems belong to Haali. In this research paper, the writer analyses and researches on Maulvi Abdul Haq's opinion.

Key words: Shaikh Muhammad Ismail Pani Patti, Jawahrirat e Hali, Tazkara e Hali, Kuliat -e- Nasr e Hali, Moulana Khawaja Altaf Hussain Hali, Diwan e Hali, Majmooj e Nazm e Hali, Bachon ki Nazmain, Moulvi Abdul Haq, Baba e Urdu, Muqaddma e Maktoobat e Hali, Khawaja Sajjad Hussain, Inspector Bahadar, Dost, Moulvi Muhammad Saeed, Tarajim, Dr. Iftikhar Ahmad Siddiqui, Kuliat e Nazm e Hali, Nazir Kakorvi, Hali ka Nazria e Sheiry

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کی حالی شناسی سے کوئی محقق اور نقاد انکار نہیں کر سکتا۔ تاریخِ زبان و ادب اردو گواہ ہے

کہ انھوں نے مولانا خواجہ الطاف حسین حالی کی شخصیت، زندگی، شاعری اور نثر سے متعلق تین اہم تصنیفات وتالیفات تذکرۂ حالی، جواہراتِ حالی اور کلیاتِ نثرحالی (دوجلدیں) وغیرہ یادگار چھوڑی ہیں۔ان کی یہ جملہ تصنیفات وتالیفات حالی شناسوں کے لیے حالی کی زندگی اورعلمی وادبی خدمات کے حوالے سے معلومات کا قیمتی اورمستندخزانہ ہیں۔انھوں نے اپنی تصنیف وتالیف ''تذکرۂ حالی'' میں حالی کی زندگی، شخصیت، سیرت اور اخلاق وکردار کی جامع تصویر پیش کی۔ان کی اس تصنیف کو اگر حالی کے حالتِ زندگی کے پس منظر میں رکھ کر دیکھا جائے، تو اسے ''حالی کی سوانح عمری'' سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ان کی دوسری تصنیف وتالیف جواہراتِ حالی میں انھوں نے حالی کی ایسی شاعری کو ایک جگہ جمع کیا، جو مسدسِ حالی، مجموعۂ نظمِ حالی اور دیوانِ حالی میں اشاعت سے محروم رہ گئی تھی۔جب کہ ان کی تیسری تصنیف وتالیف ''کلیاتِ نثرحالی'' کی دوجلدوں میں انھوں نے حالی کی متفرق نثر کو جمع کیا۔اس نثر میں حالی کے مضامین، تقریریں اور تقریظیں وغیرہ شامل ہیں۔

شیخ محمداسماعیل پانی پتی نے اپنی تصنیف وتالیف جواہراتِ حالی کو ۱۹۲۲ء میں شائع کروایا۔انھوں نے اس کتاب میں حالی کی دستیاب شاعری کو سات الگ الگ حصوں کی صورت میں ترتیب دیا۔اس کتاب کے پہلے حصے میں حالی کی طرف سے بچوں کے لیے تخلیق کردہ نظموں کو شامل کیا گیا، جب کہ دوسرے حصے میں رباعیات، تیسرے حصے میں ترکیب بند، چوتھے حصے میں مرثیوں، پانچویں حصے میں قطعات، چھٹے حصے میں غزلیات اورساتویں حصے میں متفرق شاعری کو کور رکھا گیا۔حالی کی شاعری پر مشتمل مسدسِ حالی، مجموعہ نظمِ حالی اور دیوانِ حالی کی اشاعت کے بعد شیخ محمداسماعیل پانی پتی کی جواہراتِ حالی کی اشاعت کو ایک اہم ادبی کارنامہ تصور کیا گیا۔شیخ محمداسماعیل پانی پتی کی کوشش یہ تھی کہ جواہراتِ حالی میں دیوانِ حالی کی اشاعت کے بعد کی حالی کی تمام دستیاب شاعری کو جمع کیا جائے، لیکن اس کوشش میں مکمل کامیابی کا انھوں نے قطعی دعویٰ نہیں کیا۔وہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''میرا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ اِس مجموعہ میں مولانا کا وہ کُل کا کُل کلام موجود ہے، جو ''دیوانِ حالی'' کے شائع ہونے کے بعد سے آخرعمر تک مولانا نے کہا ہے اوراب کوئی نظم ایسی باقی نہیں رہی جو اس مجموعہ میں شامل نہ ہو۔نہیں! بہت ممکن بلکہ اغلب ہے کہ بہت سے اشعار اس وقت بھی ایسے ہوں جن تک میری دسترس نہ ہوسکی۔لیکن جو کچھ اور جہاں سے بھی میں جمع اور تلاش کرسکتا تھا، اُس کے حاصل کرنے میں میں نے حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور جب کسی مزید نظم یا نئے اشعار کے ملنے سے قطعاً مایوس ہو چکا اُس وقت جمع شدہ مجموعہ کو ترتیب دینے بیٹھا اورجیسا کہ ناظرین آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے میں نے تمام جمع شدہ کلام کو سات حصوں میں تقسیم کردیا۔'' [۱]

شیخ محمداسماعیل پانی پتی نے جواہراتِ حالی میں شامل شعری تخلیقات کو حالی کے قلمی مسودات اوراس

زمانے کے اخبارات اور رسایل سے اکٹھا کیا۔حالی کی بہت سی شعری تخلیقات اس زمانے کے اخبارات اوررسایل میں شائع ہوتی رہتی تھیں۔اگرچہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے جواہراتِ حالی میں دیوانِ حالی کی اشاعت کے بعد کی حالی کی تمام شاعری کو جمع کرکے شائع کرنے کا دعویٰ کرنے سے گریز کیا، مگرانھوں نے یہ اشارہ ضرور کردیا کہ انھوں نے جواہراتِ حالی میں دیوانِ حالی کی اشاعت کے بعدکی تمام شاعری کوجمع کرنے کی کوشش کی۔ان کی اس کوشش کے بارے میں مولوی خواجہ غلام الحسنین لکھتے ہیں:

''۱۔ جناب مولانا حالی قبلہ جواُردوشاعری کے طرزِ جدید کے موجداور بانی ہیں اُن کے منظوم کلام کاایک معتد بہ حصہ ایسا بھی ہے جوآج تک کسی کتاب یارسالہ کی صورت میں مرتب اورجمع ہوکرشائع نہیں ہوا بلکہ صرف اخبارات یارسایل میں ایک دفعہ شائع ہونے کے بعد عملاً ضائع ہوگیا۔اِس کے علاوہ کچھ کلام ایسا بھی ہے جوآج تک چھپا ہی نہیں جس پر اہلِ دل جتنا بھی افسوس کریں کم ہے۔

۲۔ شیخ محمد اسماعیل صاحب نے اِس افسوس ناک کمی کومحسوس کیااوروہ اس بات پر مستعد ہوگئے کہ کلامِ حالی کے وہ جواہرات جواخبارات یارسایل کے پُرانے فائلوں میں چھپے ہوئے نہیں بلکہ چُھپے ہوئے اورقعرِ گمنامی میں دبے ہوئے ہیں اورجن سے کوئی مستفید نہیں ہوسکتا۔نیز وہ جواہرات جوآج تک کبھی علمی بازارمیں نہیں لائے گئے اور جن پر قدردانوں کی نگاہیں کبھی نہیں پڑیں جہاں تک ممکن ہوان کو کھودکھود کرنکالا جائے اورقدردان ہاتھوں میں دے دیا جائے، چنانچہ اُنھوں نے سالہاسال کی تلاش وتجسس اورمحنت وکاوش کے بعد ان نایاب جواہرات کا کھوج لگایااورحتی الامکان بہترین صورت میں مرتب کرکے قدردان نگاہوں کے سامنے پیش کردیا۔

۳۔ میں نے اِس مجموعہ کانام جواہراتِ حالی تجویز کیاہے جوبالکل مناسبِ حال ہے۔جوحضرات اِن جواہرات کے شیداوگرویدہ اوردل دادہ ہیں میں اُن کوخوش خبری دیتاہوں کہ شیخ صاحب نے اُن کی خدمت میں یہ ایک ایسا بے بہاتحفہ پیش کیاہے۔جس کے حاصل ہونے کی اُن کے لیے کوئی سبیل نہ تھی۔اب اُن کا فرض ہے کہ اس تحفہ کی قدراورشیخ صاحب کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ آئندہ بھی ایسے ''جواہرات'' پیش کرسکیں۔''[۲]

مولوی خواجہ غلام الحسنین کی یہ تمام باتیں شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کی تصنیف وتالیف جواہراتِ حالی کے بارے میں بہت حد تک درست معلوم ہوتی ہیں۔اگر جواہراتِ حالی کا مسدسِ حالی، مجموعہ نظمِ حالی اور دیوانِ حالی سے موازنہ کیا جائے، تو صاف پتہ چلتاہے کہ جواہراتِ حالی میں کافی کچھ نیاہے۔اس تصنیف وتالیف میں بچوں کے لیے حالی کی نظمیں، رباعیات،ترکیب بند، مرثیے، قطعات،غزلیات اور متفرق شاعری ملتی ہے۔یہ تمام شعری تخلیقات اس سے پہلے حالی کی شاعری کے کسی بھی مجموعے میں شائع نہیں ہوئی تھیں۔شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے پہلی مرتبہ انھیں کسی مجموعے کی صورت میں شائع کیا تھا۔شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

نے جواہراتِ حالی کے پہلے حصے میں حالی کی جانب سے بچوں کے لیے لکھی جانے والی نظموں کو شامل کیا۔ان نظموں کے بارے میں ان کا دعویٰ تھا:

''حصہ اوّل ۔میں وہ نظمیں ہیں ۔جو مولانا نے صغیرالسن بچوں کے لیے لکھی ہیں اور اسی لیے بچوں کی سمجھ کے موافق ان نظموں میں مولانا نے نہایت آسان اور سہل الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ ابتدائی دو نظموں اور آخر کی ایک نظم کو چھوڑ کر اس حصہ کی باقی نظمیں غالباً انگریزی نظموں کا ترجمہ ہیں ،جو ایچ ۔ ٹی ۔نولٹن صاحب بہادر پرنسپل سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کی فرمائش سے مولانا نے شاید ۱۹۰۸ء میں کہی تھیں۔''[۳]

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے جواہراتِ حالی میں بچوں کے لیے حالی کی تخلیق کردہ چودہ نظموں کو شامل کیا،ان نظموں میں''خدا کی شان''،''بڑوں کا حکم مانو''،''مرغی اور اُس کے بچے''،''بلّی اور چوہا''، ''شیر کا شکار''،''پیشے (ماں سے بیٹوں کی گفتگو)''، ''گھڑیاں اور گھنٹے''''دھان بونا''،''روٹی کیوں کر میسر ہوتی ہے''،''موچی''،''چٹھی رساں''،''سپاہی''، ''ایک چھوٹی بچی کے خصائل'' اور''شکریہ حضور لفٹنٹ گورنر بہادر''وغیرہ شامل ہیں ۔انھوں نے ان چودہ نظموں میں سے پہلی دو نظموں''خدا کی شان''،''بڑوں کا حکم مانو'' اور آخری ایک نظم''شکریہ حضور لفٹنٹ گورنر بہادر'' کو حالی کی طبع زاد نظمیں اور باقی سب نظموں کو حالی کے تراجم قرار دیا۔ مگر بابائے اردو مولوی عبدالحق نے شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کے اس دعویٰ پر اعتراض لگایا۔مولوی عبدالحق اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''ان خطوں سے ایک اور حقیقت بھی معلوم ہوئی کہ جواہراتِ حالی میں جو حال میں شیخ محمد اسماعیل صاحب نے پانی پت سے شائع کی ہے۔بعض نظمیں چھوٹے بچوں کے لیے مولانا کے نام سے درج ہیں۔ان میں سے اکثر نظمیں مولانا کی لکھی ہوئی نہیں۔اصل حقیقت یہ ہے کہ مولانا کے خلف الرشید خواجہ سجاد حسین صاحب سے اُن کے انسپکٹر تعلیمات نے بعض انگریزی نظموں کے ترجمہ کی فرمائش کی۔انھوں نے حامی بھر لی اور مولانا کو لکھا۔مولانا کو طوعاً کرہاً قبول کرنا پڑا۔لیکن اس زمانہ میں مولانا علیل تھے اور علالت نے طول کھینچا،تو انھوں نے یہ نظمیں مولوی محمد سعید مرحوم مدرس اول عربی و فارسی بورڈ ہائی اسکول دہلی سے لکھوا دیں اور کہیں کہیں مناسب اصلاح کر دی۔''[۴]

مولوی عبدالحق کے اس اعتراض کے دو اہم پہلو ہیں،ایک پہلو تو یہ ہے کہ یہ نظمیں حالی کی طبع زاد نہیں،جب کہ دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ نظمیں حالی کے تراجم بھی نہیں ۔مولوی عبدالحق نے اپنے اس اعتراض کے دفع میں حالی کے مکتوبات کا ذکر کیا۔ان کے مطابق ان پر یہ حقیقت حالی کے مکتوبات کے ذریعے کھلی تھی۔مولوی عبدالحق نے شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کی طرح ان نظموں کو حالی کے تراجم تسلیم نہیں کیا، بلکہ انھوں نے ان نظموں کو حالی کے دوست مولوی محمد سعید کے تراجم قرار دیا۔ان کے خیال میں حالی نے طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ان نظموں کے تراجم

خود نہیں کیے تھے، بلکہ اپنے دوست مولوی محمد سعید سے کروائے تھے۔ان کے بہ قول حالی نے ان تراجم کی مناسب اصلاح ضرور کی تھی۔حالی کے اپنے مکتوبات سے بھی مولوی عبدالحق کے اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے۔حالی، خواجہ سجاد حسین کے نام ۳؍اگست ۱۹۰۳ء کے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

> ''نظم مطلوبہ اب تک کبھی کی تیار ہو جاتی، مگر بیس بائیس روز سے ڈاڑھ میں درد شدت ہے اور اس کے سبب سے دماغ اور آنکھوں پر سخت صدمہ ہے۔کوئی کام جس میں دماغ پر زور پڑے نہیں ہوسکتا۔ڈاڑھ نکلوانی چاہتا ہوں مگر یہاں کے ہاسپٹل اسسٹنٹ کے ہاتھ میں رعشہ ہے اس لیے کچھ نہیں ہوسکتا۔تم انسپکٹر بہادر سے یہ حال بیان کر دو۔اگر وہ نظم بہت جلد تیار کرانی چاہتے ہیں،تو میں اپنے کسی دوست کو جو مجھ سے بہتر اس کام کو کر سکتے ہیں لکھوں۔میرا ارادہ مولوی محمد سعید صاحب مدرس اول عربی و فارسی بورڈ ہائی سکول دہلی کو لکھنے کا ہے کہ وہ خود دہلی کے رہنے والے ہیں اور اردو، فارسی، عربی تینوں زبانوں میں عمدہ مذاق اور دست گاہ رکھتے ہیں۔اس کے سوا اگر انھوں نے اس کام کے کرنے کا اقرار کیا تو اُن کی بنائی ہوئی نظم کو میں خود بھی دیکھتا رہوں گا۔صاحب موصوف سے یہ کہہ دینا چاہیے کہ اردو زبان میں ایک اوریجنل نظم کا لکھنا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا جائے۔اس کے سوا یہ بھی کہہ دینا چاہیے کہ جس قسم کے مضامین انگریزی میں بیان کیے گئے ہیں اُن کا اردو مقفّٰی نظم میں ادا کرنا بہت دشوار ہوگا۔اگر صاحب ممدوح اجازت دیں تو بلینک ورس میں یہ مضامین نظم کیے جائیں ورنہ قافیہ کی قید کے ساتھ زبان کی خوبی باقی رہنی مشکل ہے۔ایک اور بات لحاظ کے قابل ہے یعنی انگریزی کے بعضے بندوں کا اردو ترجمہ بہت مختصر لفظوں میں آ گیا ہے۔اور بعضے بندوں کا ترجمہ زیادہ الفاظ میں ادا ہوا ہے،پس تاوقت یہ کہ کہیں کہیں اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ کیا جائے گا اردو کے سب بند برابر نہ ہوسکیں گے۔
>
> لیکن اگر مولوی محمد سعید صاحب نے اس کام کے کرنے کا اقرار کیا تو اُن کو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔اور اصل انگریزی نظم کا مسودہ بھی اُن کے پاس بھیجنا ہوگا تا کہ جس ترجمہ کے لفظ میں اُن کو کچھ شبہ ہو اُس کا مقابلہ انگریزی سے کرالیں۔''[۵]

حالی نے اس مکتوب میں اپنی طبیعت کے خراب ہونے، انسپکٹر بہادر کی جانب سے کسی نظم کے ترجمے کے لیے اصرار کرنے اور مولوی محمد سعید سے ترجمہ کروانے کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا ہے۔حالی نے اس مکتوب میں بہت تفصیل سے مولوی محمد سعید کی قابلیت اور صلاحیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔حالی کے اور مکتوبات میں بھی ان نظموں کے تراجم اور مسودات کی اصلاح کے حوالے سے معلومات ملتی ہیں۔حالی، خواجہ سجاد حسین کے نام ۱۲؍اکتوبر ۱۹۰۳ء کے ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

''برخوردار طالعمرہٗ ۔نظمیں نمبر۱،۲،۳،۵،۶،۷،۸،۱۰ میں نے دیکھ بھی لیں اور صاف بھی ہوگئیں۔سوان کو آج کی ڈاک میں روانہ کرتا ہوں۔نظم نمبر۱۲ شاید کل پرسوں تک روانہ ہو سکے کیونکہ اُس کو از سرنو لکھنا ہے۔تین نظمیں یعنی نمبر۴،۹ ابھی تک دہلی سے نہیں آئیں اور نمبر۱۱ آئی ہے مگر وہ اردو زبان میں مشکل سے منتظم ہوسکتی ہے، جب تک کہ اُس میں اپنی طرف سے کچھ تصرف نہ کیا جائے۔بہتر تو یہ ہے کہ اس کو موقوف کیا جائے یا اور نظموں کی نسبت اُس میں زیادہ آزادی دی جائے۔صاحب پر یہ بات ظاہر کردینی چاہیے کہ اُردو زبان کی نظم اب تک عشقیہ مضامین میں محدود رہی ہے۔اس میں مثل انگریزی کے عام حقائق و واقعات کا بیان کرنا نہایت دشوار ہے اور بغیر اس کے کہ اصل میں کچھ تغیر و تبدل نہ کیا جائے، ہندوستانیوں کے مذاق میں وہ گوارا نہیں ہوسکتی۔مولوی محمد سعید صاحب نے جو بالفعل مولوی لطیف حسین خاں کی جگہ بورڈ ہائی سکول دہلی میں ...... عربی و فارسی کے مدرس ہیں اور شاخ ٹیکسٹ بک کمیٹی واقع دہلی کے سب سے زیادہ کارکن ممبر ہیں۔اُنھوں نے بعض نظمیں خصوصاً روٹی کیوں کر پکتی ہے؟ ایسی عمدہ لکھی ہیں کہ میں ہرگز ایسی نہ لکھ سکتا۔میں نے ان نظموں میں جو کہیں کہیں تصرف کیا ہے وہ صرف اس خیال سے کہ بچے ان کو اچھی طرح پڑھ سکیں .... یا کوئی بات سرکاری تعلیم کے اُصول کے خلاف نہ ہو۔ورنہ زبان کی فصاحت کے لحاظ سے اُس میں ہرگز کہیں تغیر تبدل کی گنجائش نہ تھی۔یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے، اگر نامناسب نہ ہو تو صاحب کو حرف بہ حرف سنا دینا۔

جن مضامین کا ترجمہ تم نے بھیجا ہے اُن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مرغی اور بچے (۲) بلی اور چوہا (۳) جنگل (۴) گھڑیاں اور گھنٹے
(۵) سیاہی (۶) چٹھی رساں (۷) پیشے (۸) روٹی کیوں کر پکتی ہے
(۹) موچی (۱۰) دھان بونا (۱۱) بڑھئی (۱۲) جولاہا

تمہارا اصل مسودہ اس لیے نہیں بھیجا کہ نقل کرنے کی تو اس وقت فرصت اور گنجائش نہیں اور ابھی اس میں کچھ مضامین نظم کرنے باقی ہیں لیکن اگر اس کی ضرورت ہو تو لکھو تا کہ فوراً نقل کر کے روانہ کی جائے۔جب صاحب کی نظر سے یہ نظمیں گذر جائیں تو اُن کی پسند ناپسند سے مجھے فوراً مطلع کرنا....''[۶]

حالی کے اس تفصیلی مکتوب سے چند اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ایک بات تو یہ ہے کہ ان کے پاس ان انگریزی نظموں کے تراجم مضامین کی صورت میں آتے تھے اور یہ تراجم خواجہ سجاد حسین بھیجتے تھے۔خواجہ سجاد حسین یہ تراجم کر کے حالی کو بھیجتے تھے اور حالی ان تراجم کو آگے اپنے دوست مولوی محمد سعید کی خدمت میں ارسال کر دیتے تھے۔مولوی محمد سعید ان نظموں کے نثری تراجم کو سامنے رکھ کر نظمیہ تراجم کی صورت عطا کرتے تھے اور پھر ان نظمیہ تراجم کو واپس حالی کے پاس بھیج دیتے تھے۔حالی ان نظمیہ تراجم کی مزید اصلاح کا کام کرتے تھے اور اس کے

بعدانھیں انسپکٹر بہادر تک پہنچانے کے لیے خواجہ سجاد حسین کو ارسال کر دیتے تھے۔ حالی، خواجہ سجاد حسین کے نام ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۳ئکے اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''میں نظمیں دیکھ رہاہوں اور ساتھ کے ساتھ صاف بھی کراتا جاتا ہوں۔ غالبًا پانچ چھ روز میں روانہ ہوسکیں گی۔''[۷]

دوسری بات یہ ہے کہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے جواہراتِ حالی میں شامل چودہ میں سے جن گیارہ نظموں کو حالی کے تراجم قرار دیا ہے، ان میں سے دو نظموں ''شیر کا شکار'' اور ''ایک چھوٹی بچی کے خصائل'' کا حالی کے مندرجہ بالا مکتوب میں ذکر تک نہیں آیا، جس کا مطلب ہے کہ یہ نظمیں حالی کی طبع زاد تھیں، جنھیں شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے دھکے سے تراجم قرار دینے کی کوشش کی۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ انھوں نے جواہراتِ حالی میں ایک اور نظم ''روٹی کیوں کر میسر ہوتی ہے'' کو بھی شامل کیا، لیکن اس نظم کے بارے میں یہ نہیں بتایا کہ یہ وہ ہی نظم تھی، جس کا ذکر حالی نے اپنے مندرجہ بالا مکتوب میں ''روٹی کیوں کر پکتی ہے'' کے عنوان سے کیا ہے یا کوئی اور تھی۔ اس نظم کے بارے میں کوئی بات بھی وثوق سے کہنا مشکل ہے، کیونکہ اس نظم اور دیگر دوسری نظموں کے قلمی مسودات اب نایاب ہو چکے ہیں۔ ان قلمی مسودات کو دیکھ کر ہی اس نظم اور دیگر نظموں سے متعلق کوئی حتمی رائے قائم کی جاسکتی تھی۔ علاوہ ازیں حالی نے مندرجہ بالا مکتوب میں جن بارہ نظموں ''مرغی اور بچے''، ''بلی اور چوہا''، ''جنگل''، ''گھڑیاں اور گھنٹے''، ''سپاہی''، ''چٹھی رساں''، ''پیشے''، ''روٹی کیوں کر پکتی ہے''، ''موچی''، ''دھان بونا''، ''بڑھئی'' اور ''جولاہا'' وغیرہ کا ذکر کیا ہے، شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے ان نظموں میں سے بھی تین نظموں ''جنگل''، ''بڑھئی'' اور ''جولاہا'' کا جواہراتِ حالی میں ذکر تک نہیں کیا۔

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کے بعد ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے کلیاتِ نظم حالی کی جلد اول میں بچوں کے لیے حالی کی نظموں میں ''خدا کی شان''، ''بڑوں کا حکم مانو''، ''مرغی اور اُس کے بچے''، ''بلّی اور چوہا''، ''شیر کا شکار''، ''پیشے''، ''گھڑیاں اور گھنٹے''، ''دھان بونا''، ''روٹی کیوں کر میسر ہوتی ہے''، ''موچی''، ''چٹھی رساں''، ''سپاہی''، ''ایک چھوٹی بچی کے خصائل'' اور ''نیک بنو، نیکی پھیلاؤ'' وغیرہ کو شامل کیا۔ انھوں نے ''کلیاتِ نظم حالی'' میں ان سب نظموں کو ایک جگہ ''بچوں کی نظمیں'' کے ذیلی عنوان سے رکھا ہے۔ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے ان نظموں کے بارے میں یہ نہیں بتایا کہ یہ نظمیں حالی کی طبع زاد تھیں یا ان کے تراجم تھے۔ انھوں نے ''کلیاتِ نظم حالی'' میں جن نظموں کو حالی کی بچوں کے لیے نظموں کے طور پر شامل کیا، ان میں سے بیشتر نظمیں مجموعۂ نظم حالی، دیوان حالی اور جواہراتِ حالی میں شائع ہوچکی تھیں، لیکن ایک نظم ''نیک بنو، نیکی پھیلاؤ'' اس سے پہلے کہیں شائع نہیں ہوئی تھی۔ اس نظم کے حوالے سے ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

''یہ نظم اب تک کلامِ حالی کے کسی مجموعے میں شائع نہیں ہوئی۔ ''بچوں کا اخبار'' لاہور، شمارہ ماہ جولائی ۱۹۰۵ء میں یہ نظم ''راس'' کے عنوان سے چھپی تھی، اُس پرچے سے یہاں نقل کی گئی

ہے۔''[۸]

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے غالباً شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کی تصنیف وتالیف جواہراتِ حالی سے ان نظموں کو جوں کا توں نقل کر کے ''کلیاتِ نظم حالی'' کی جلد اول میں ترتیب دے دیا تھا۔ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے بھی شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کی طرح نظموں ''جنگل''، ''بڑھئی'' اور ''جولاہا'' کا ذکر تک نہیں کیا، جب کہ انھوں نے نظم ''روٹی کیوں کر میسر ہوتی ہے'' کے بارے میں بھی کچھ نہیں بتایا۔ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے نظم ''شکریہ حضور لفٹنٹ گورنر بہادر'' کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کی تصنیف وتالیف جواہراتِ حالی کی طرح بچوں کے لیے حالی کی نظموں میں شمار نہیں کیا بلکہ انھوں نے اس نظم کو کلیاتِ نظم حالی کی جلد اول میں ''منظومات مدحیہ، سپاسیہ، وداعیہ وغیرہ'' کے عنوان سے ترتیب دیے جانے والے حصے میں رکھا ہے۔

علاوہ ازیں ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے حالی کی ان سب نظموں کو ''کلیاتِ نظم حالی'' میں تراجم والے حصے میں شامل نہیں کیا، بلکہ انھوں نے ان نظموں کو بچوں کی نظموں والے حصے میں رکھا۔ انھوں نے ان نظموں کے تراجم ہونے سے متعلق بھی کسی قسم کا ذکر کرنا گوارا نہیں سمجھا۔ انھوں نے تراجم کے حصے میں صرف ''زمزمۂ قیصری''، ''انگریزی اشعار کا ترجمہ''، ''ناقدری'' اور ''واقعہ ہجرت'' کے عنوانات سے تراجم کو شامل کیا، جس کا مطلب ہے کہ وہ ان نظموں کو تراجم کی بجائے حالی کی طبع زاد سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کی طرح ناظر کاکوروی بھی ان نظموں کو حالی کی طبع زاد سمجھتے تھے۔ ناظر کاکوروی لکھتے ہیں:

> ''بچوں کے لیے جو سرمایہ حالی نے چھوڑا ہے گو وہ محدود ہے لیکن اس کا ادبی مقام یقیناً بلند ہے۔
> اور ان کی نظموں کو معمولی کہہ کر آسانی سے ٹالا نہیں جا سکتا۔ یہ کمالِ فن کی علامت ہیں۔''[۹]

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی اور ناظر کاکوروی کی طرح اور بھی کئی ناقدینِ ادب نے حالی کی ان نظموں کو ان کی طبع زاد شاعری میں شمار کیا، جب کہ حقیقت میں یہ نظمیں حالی کی طبع زاد تخلیقات یا تراجم نہیں تھے، بلکہ یہ نظمیں حالی کے دوست مولوی محمد سعید کے نظمیہ تراجم ہونے کا درجہ رکھتی تھیں، جن کی تھوڑی بہت اصلاح حالی نے کر دی تھی۔ حالی کے اپنے مکتوبات اس حقیقت سے پردہ اُٹھانے کے لیے کافی ہیں۔ چنانچہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کا یہ دعویٰ کہ یہ نظمیں حالی کے تراجم تھے، مولوی عبدالحق کے اعتراض اور حالی کے اپنے مکتوبات کی روشنی میں غیر حقیقی ثابت ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ نظمیں نہ تو حالی کی طبع زاد تھیں اور نہ ہی تراجم، بلکہ یہ نظمیں حالی کے دوست مولوی محمد سعید کے تراجم تھے، جن کی مناسب اصلاح حالی نے ضرور کی تھی۔

حوالے:

(۱) شیخ محمد اسماعیل پانی پتی،مقدمہ،مشمولہ،جواہراتِ حالی،مرتب،شیخ محمد اسماعیل پانی پتی،پانی پت: حالی بک ڈپو، ۱۹۲۲ء،ص۱۰/ط

(۲) مولوی خواجہ غلام الحسنین،دیباچہ،مشمولہ،جواہراتِ حالی،ص ا

(۳) شیخ محمد اسماعیل پانی پتی،مقدمہ،مشمولہ،جواہراتِ حالی،ص۱۰/ی

(۴) مولوی عبدالحق،مقدمہ،مشمولہ،مکتوباتِ حالی،حصہ اول،مصنف،مولانا خواجہ الطاف حسین حالی، مرتب، خواجہ سجاد حسین، پانی پت: حالی پریس،۱۹۲۵ء،ص۱۳

(۵) مولانا خواجہ الطاف حسین حالی،مکتوبات حالی،حصہ دوم،مرتب،خواجہ سجاد حسین، پانی پت: حالی پریس، ۱۹۲۵ء،ص۳۴۴

(۶) مولانا خواجہ الطاف حسین حالی،مکتوبات حالی،حصہ دوم،ص۳۴۹

(۷) مولانا خواجہ الطاف حسین حالی،مکتوبات حالی،حصہ دوم،ص۳۴۸

(۸) ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی،مرتب،حواشی،مشمولہ،کلیاتِ نظم حالی،جلداوّل، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اوّل، ۱۹۶۸ء،ص۴۴۳

(۹) ناظر کاکوروی،حالی کا نظریہ شعری،الہ آباد: ادارہ انیس اردو، ۱۹۵۹ء،ص۱۷۲